عادی ہوجاتے ہیں، تو خود بخود مشترکہ زبان وثقافت وجود میں آجاتی ہے۔ جبکہ ہمارے پاس اردو جیسی عظیم رابطے کی زبان بھی موجود ہے، تو فکر کی کیا بات ہے۔ ویسے بھی ہم مسلمانوں کے پاس زبان وثقافت ثانوی چیزیں ہیں، اصل اسلامی ثقافت کی ترویج ہی ہمارا اصلی مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے قبول اسلام کے بعد اپنے رسم الخط اگیکے کو چھوڑ کر فارسی رسم الخط کو اختیار کیا تھا جو اسلام سے محبت کا مظہر تھا۔ اب کچھ عرصے سے احیائے بلتی ثقافت کے شوق میں کچھ ادیب اس قدیم رسم الخط کو زندہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام مشاکل اور خاص کر علاقے پر پڑنے والے اثرات راتوں رات پیدا نہیں ہورہے، بلکہ ٹھوس سیاسی واقتصادی پالیسی کے فقدان اور آزاد ہونے کے باوجود طویل عرصے تک کالے قوانین اور دیگر استحصالی وجابرانہ نظام کے زیر تسلط رہنے کی وجہ سے ابھرنے والی احساس محرومی کا ردعمل ہے۔ جس سے منفی سوچ رکھنے والے مفاد پرستوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع مل رہا ہے۔ بہر حال حکومت پاکستان کو چاہئے کہ آزادی کشمیر تک، جو ان شاء اللہ دور نہیں، اس علاقے کو آزاد کشمیر میں ضم کر کے علاقائی بنیاد پر نمائندگی دے، نیز گرمائی اور سرمائی مناسبت کی بنیاد پر سیکرٹریٹ اور اسمبلی عمل میں لائی جائے جیسا کہ مقبوضہ علاقے میں رائج ہے۔ یا حکومت پاکستان جو معاہدہ کراچی کے تحت علاقے کی انتظامی امور کی ذمہ دار اور پابند ہے، آزادی کشمیر تک ٹھوس بنیاد پر اسکی اقتصادی اور سیاسی پالیسی مرتب کرے۔ پھر جب کشمیر آزاد ہوگا، تو پورا کشمیر انشاء اللہ پاکستان کا پانچواں صوبہ ہوگا۔ اس طرح یہ عظیم حقیقت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگی کہ **"کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے"**۔

شہادت کیا ہے؟؟

☆**شہادت** ایک ایسا پرندہ ہے جو صرف میدان جہاد میں اڑتا ہے، اسے پکڑنے کے لئے خون کا جال بچھانا پڑتا ہے۔

☆**شہادت** ایک ایسا کھیل ہے، جس میں جان کی بازی لگانی پڑتی ہے۔

☆**شہادت** ایک ایسا پودا ہے، جسے صرف خون سے سیراب کیا جاتا ہے۔

☆**شہادت** ایک ایسا چراغ ہے، جو صرف لہو سے جلتا ہے۔

☆**شہادت** ایک ایسا راستہ ہے، جو سیدھا جنت میں جاتا ہے۔

درس قرآن کریم

محمد ابراہیم خان محمد اکبر

﴿ اولٓئك الذين اشتروا الضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدينo مثلهم كمثل الذى استوقد نارا فلمآ اضاء ت ما حوله ذهب الله بنورهم و تركهم فى ظلمات لا يبصرون o صم بكم عمى فهم لا يرجعونo ﴾ (البقرة:١٦۔١٨)

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، لیکن نہ تو ان کی تجارت فائدہ مند نکلی اور نہ وہ ہدایت ہی پر قائم رہے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (شب تاریک میں) آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں، کہ اللہ نے ان کے نور کو زائل کر دیا۔ اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہو کر رہ گئے۔ وہ کبھی سیدھے راستے کی طرف لوٹ ہی نہیں سکتے۔

تشریح: **اولٓئك الذين اشتروا الضلٰلة بالهدىٰ**: اس سے ماقبل آیت میں منافقین کی ہدایت سے بے رغبتی، بلکہ ہدایت کے بدلے گمراہی کو اختیار کرنے کا، راہ حق سے اعراض اور ضلالت میں دلچسپی وغیرہ کرتوت کا ذکر ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مزید وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ یقین کرو! یہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے ایمان کے بدلے کفر کو قبول کیا۔ مجاہد فرماتے ہیں: ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ قتادہ فرماتے ہیں: ہدایت پر گمراہی کو یہ پسند کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے مقام پر ارشاد الٰہی ہے ﴿**و اما ثمود فهدينٰهم فاستحبوا العمىٰ على الهدىٰ**﴾ [فصلت/حم السجده: ١٧] ''یعنی باوجود کہ ہم نے ثمودیوں کو راہ ہدایت دکھائی، مگر انہوں نے اس رہنمائی پر اندھا پن کو پسند کیا''۔ یعنی منافقین ہدایت سے ہٹ کر گمراہی پر آ گئے، گویا کہ ہدایت بیچ کر ضلالت خرید لی۔ اکثر مفسرین کے بقول یہ منافقین مختلف قسم کے لوگ تھے۔ کچھ اظہار ایمان کر کے پھر کافر ہونے والے تھے: ﴿**ذٰلك بانهم اٰمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم**﴾ (المنافقون: ٣) '' یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے، پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ''۔ یہ سطحی قسم کے لوگ تھے، جنہوں نے دعوت ایمان پر غور و فکر نہیں کیا، صرف نفسیاتی تفریح کے طور پر لوگوں کی دیکھا دیکھی ایمان کا اعلان کر دیا، پھر شریعت کی پابندیاں ان کے آوارانہ مزاج کو راس نہ آیا تو ''لبرل'' یعنی منافق بن گئے۔

ایک اور گروہ جو کفر میں راسخ تھے، جان بوجھ کر محض اسلام اور اہل اسلام کی ایذا رسانی کے مواقع ڈھونڈنے کے لئے اسلام کا اقرار کیا۔ ان کے متعلق فرمایا: ﴿اولئك الذين اشتروا الضلالة بالهدىٰ﴾ (ابن کثیر ۱/ ۸۲۔۸۳، ایسر التفاسیر ۱/ ۲۸)

﴿فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين﴾ قتادہؒ نے کہا: پس نہ تو انہیں اس سودے میں فائدہ ہوا، نہ راہ ملی، بلکہ ھدایت کے گلستان سے نکل کر گمراہی کے خارزار میں، اور جماعت کے مضبوط قلعے سے نکل کر فرقہ بندی کے تنگ زندان میں، اور امن کے وسیع میدان سے نکل کر خوف کی اندھیری کوٹھڑی میں، اور سنت کے پاکیزہ گلشن سے نکل کر بدعت کے پژمردہ جنگل میں آگئے۔ (ابن کثیر جلد:۱ /۸۳، تفسیر فتح قدیر للشوکانی ۱/ ٤٦، ایسر التفاسیر ۱/ ۳۰۔۳۱ تیسیر الکریم الرحمٰن عبدالرحمٰن السعدی ۱/ ۳۱۔۳۲)

﴿مثلهم كمثل الذى استوقد ناراً﴾ مثال کو عربی میں مثیل بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع امثال آتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ﴿وتلك الامثال﴾ (العنکبوت ۴۳، الحشر ۲۱) مثل کسی ایسے پرانے واقعہ کو کہتے ہیں جو موجودہ کسی واقعہ سے ملتا جلتا ہو، اور شہرت کی وجہ سے لوگوں کی سمجھ میں بہت جلد آسکتا ہو۔ نیز موجودہ واقعہ کی تفہیم کے لئے اس کے بیان کرنے سے مدد ملتی ہو۔ اللہ سبحانہ وتعلیٰ نے ان آیات میں نہایت بلیغ انداز میں منافقین کے تذبذب کو واضح کیا ہے کہ وہ کبھی تو ایمان کی مشعل فروزاں سے مستفید ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اور کبھی پھر کفر کی تاریکیوں میں جا گرتے ہیں، ان کی مثال ایسے متحیر وپریشان شخص کی سی ہے، جو آگ جلا کے روشنی پیدا کرے اور پھر یکا یک اندھیرا ہو جانے پر حیران ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے۔ یہ مثال منافقین پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہوتی ہے، کیونکہ وہ پہلے کفر کی تاریکی میں پڑے ہوئے تھے، بھلائی و برائی میں کوئی تمیز نہیں کرتے تھے، پھر اسلام کی شمع روشن ہوئی اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے لگے۔ اچانک ان سے اسلام سے فائدہ اٹھانے کے تمام تر مواقع چھن گئے، یعنی ان کی اصلی صورت مسلمانوں کے سامنے آگئی اور وہ اس قابل نہ رہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں، کچھ منافقین جان بوجھ کر حق کو ٹھکرا کر باطل کی طرف جھک گئے اور بعض اپنے غلط مقاصد کی وجہ سے اس روشنی سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو گئے۔ جیسے کوئی جنگل کے اندر سخت اندھیری رات میں روشنی کا شدید محتاج تھا اتنے میں کسی نے آگ کی الاؤ روشن کی، جس سے وہ بھرپور فائدہ حاصل کرنے لگا، اور تمام خطرات اس سے زائل ہوئے، اور اسے نئی زندگی ملی۔ وہ مطمئن ہو کر پرامن زندگی بسر کر رہا تھا، اتنے میں اللہ نے اس روشنی کو زائل کر دیا، اس کے ساتھ ہی اس کی ساری خوشیاں غمی میں تبدیل ہو گئیں، سو یہ شخص پہلے سے بھی زیادہ سخت اندھیرے اور جلتی آگ کا شکار ہوا۔ پس وہ شخص

کئی اندھیروں میں گرفتار ہوا: رات کا اندھیرا، تیز روشنی کے زائل ہونے کے بعد حاصل ہونے والا اندھیرا، تو ایسے شخص کا کیا حال ہوگا؟ پس اسی طرح ان منافقین نے مومنین سے ایمان کی روشنی میں امن، سکون، چین، جان و مال کا تحفظ، اور اولاد و ازواج کی سلامتی حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور وقتی طور پر انہوں نے فائدہ حاصل کر بھی لیا، پس اچانک ان پر موت طاری ہوگئی، سو یہ اس عارضی استفادہ سے بھی محروم ہو گئے اور ان پر غم و اندوہ اور عذاب مسلط کر دیا گیا، اور ان پر قبر کی ظلمت، نفاق کی ظلمت، نافرمانی کی تاریکی، اور مزید یہ کہ ان پر جہنم کی آگ کا عذاب بھی مسلط ہوگا، جو کہ بدترین ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالی نے ان آیات میں یہ واضح فرمایا ہے کہ ایمان روشنی ہے اور نفاق ظلمت و تاریکی۔ اور مسلمان کے سامنے اس کا مستقبل، اس کا نصب العین واضح اور بین طور پر موجود ہوتا ہے۔ بخلاف منافقین کے، کہ ان کی زندگی کا کوئی روشن مقصد نہیں ہوتا (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۸۳، تفسیر سعدی ۱/ ۳٤، فتح القدیر ۱/ ٤۷)

صم بکم عمی: ''بہرے، گونگے، اندھے''۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی نے خبر دی ہے کہ یہ منافق اگرچہ ظاہری طور پر بہرے، گونگے، اندھے نہیں ہیں۔ لیکن انہیں بہرے، گونگے، اندھے اس لئے کہا گیا کہ وہ اسلام کی حق باتیں سن کر ٹال دیتے ہیں، حق بات کو سنی ان سنی کر دیتے ہیں۔ گویا وہ بہرے ہیں، کچھ سنتے ہی نہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کی زبانیں تو موجود ہیں، لیکن حق اور سچ معلوم کرنے سے گریز کرتے ہیں، اور حق بات کا اقرار نہیں کرتے۔ گویا کہ یہ گونگے ہیں، ان کے منہ میں زبان ہی نہیں۔ اور انہیں اندھا اس لئے کہا گیا کہ یہ آنکھیں رکھنے کے باوجود اللہ تعالی کی نشانیاں اور نبی ﷺ کے معجزات دیکھ کر قبول نہیں کرتے۔ اس آیت میں منافقین کے اعمال کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ لوگ اسلام کی روشنی ظاہر ہونے کے باوجود کفر، شرک، ضلالت اور شکوک وشبہات کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیاوی مفادات، ذاتی اغراض اور خواہشات نفس کی پیروی میں انہوں نے اچھے برے میں تمیز نہ کی۔ ان لوگوں کی کج روی، انحراف اور جان بوجھ کر گمراہی کو ہدایت کے بدلے خریدنے کی وجہ سے حق کو پہچاننے کی تمام صلاحیتیں ضائع ہوگئیں۔ کفر ان پر غالب آ گیا اور وہ اسلام کی روشنی سے محروم ہو گئے۔ نیکی و بدی کی تمیز اٹھ جانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حق کی آواز سننے کے قابل نہ رہے۔ ان کی زبانیں گونگی ہو گئیں کہ وہ کسی سے راہ حق پوچھ نہیں سکتے، ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں کہ وہ اسلام کی روشنی دیکھ نہیں سکتے۔ اور نہ اللہ کی نشانیاں ان پر کوئی اثر کرتی ہیں۔

حصول علم کے ظاہری ذرائع تین ہیں: کان، زبان اور آنکھ۔ کبھی انسان دوسروں کی باتیں سن کر بعض چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے۔ کبھی زبان سے پوچھ کر علم حاصل کرتا ہے اور کبھی آنکھ سے دیکھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کرتا ہے۔ لیکن منافق اپنی